اتحاد بین المسلمین کا عالمی منشور! وقت کی ایک اہم ضرورت

رہبر معظم آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای مدظلہ الشریف

آج مسلمان اورانسان ہونے کے ناطے سے ہم حضرت ختمی مرتبتؐ کے محتاج ہیں اورصرف ہم ہی نہیں بلکہ تمام بشریت کوان کی ضرورت ہے، کیونکہ پیغمبر اکرمؐ رحمۃ للعالمین ہیں نہ کہ رحمۃ للمسلمین۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تمام عالم بشریت پیغمبر اکرمؐ کی رحمتوں اور برکتوں کے سائے میں زندگی گزار رہی ہے۔ ''رسالت'' کے عنوان سے جو کچھ پیغام آپ نے بشریت کو دیا ہے کہ جس کا خلاصہ قرآن کریم کی شکل میں موجود ہے، آج ہمارے ہاتھوں میں ہے اور ہم اس سے بہرہ مند ہوسکتے ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ کی دعوت اور آپ کا راستہ

حضرت ختمی مرتبتؐ نے بشریت کے لئے راہ نجات کو کھولا، اسے اصلاح کا راستہ دکھایا اور عالم بشریت کو ایک ایسے راستے پر قدم اٹھانے اورحرکت کرنے پر ترغیب دلائی کہ جس پر قدم اٹھانے سے بشریت کی تمام مشکلات حل ہوسکتی ہیں اوراس کے تمام دردوں کا مداوا ہوسکتا ہے۔ عالم بشریت کے بہت سے ایسے گہرے زخم و بیماریاں اور بہت سے ایسے درد ہیں کہ جو کسی ایک خاص زمانے سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ بشریت کو عدل وانصاف کی ضرورت ہے، وہ ہدایت وراہنمائی کی محتاج ہے اور وہ اعلیٰ انسانی اخلاق کی نیازمند ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ انسانی عقل خداوندعالم کی طرف سے مبعوث کئے جانے والے انبیاء کی مدد کی محتاج ہے۔ یہ وہ راہ ہے کہ جسے حضرت ختمی مرتبتؐ نے اس کی پوری وسعت اور ہدایت کی کامل ظرفیت کے ساتھ کھولا ہے۔ جو چیز اس باعث کا سبب بنی ہے اورآئندہ بھی اس کا باعث بنے گی کہ بشر خداوندعالم کی اس ہدایت واعانت سے بہرہ مند نہ ہو، وہ خود ہم انسانوں سے مربوط ہے، وہ ہماری جہالت سے تعلق رکھتی ہے، اس میں ہماری کوتاہی اور کاہلی کا بڑا کردار ہے اور اس میں ہماری ہواوہوس اور خواہشات انسانی کا بہت عمل دخل ہے۔ بشر اگر آنکھیں کھولے، عقل سے کام لے، اپنی ہمتوں کو بلند کرے، قدم اٹھائے اور حرکت کرے تو یہ راہ کھلی ہے۔ اس طرح انسانیت کے تمام گہرے زخموں، پرانی بیماریوں اور مشکلات کا علاج ممکن ہے۔ اس خدائی دعوت کے مقابلے میں شیطانی دعوت ہے کہ جس نے اپنے لاؤلشکر، دوستوں اورشاگردوں کو انبیاء کے مقابلہ کے لئے ہر دور میں جمع کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان دوراہے پر کھڑا ہے کہ کس راہ کا انتخاب کرے۔

اسلامی بیداری کی ایک نئی لہر

ایک طولانی خواب غفلت اورکئی صدیوں تک اسلامی تعلیمات کے صاف وشفاف چشمے سے دور رہنے کے بعد آج پوری امت مسلمہ اسلامی شریعت اورقوانین کو ہر ایک

نئے انداز و زاویئے سے دیکھ رہی ہے۔ آج تمام بشریت، دنیائے اسلام اور امت مسلمہ نے اسلامی احکام اور تعلیمات کے لئے اپنی آنکھیں کھول لی ہیں۔ اس لئے کہ انسان کے اپنے بنائے ہوئے مفروضوں اور فلسفوں کی ضعف و ناتوانی کھل کر سامنے آگئی ہے، آج دنیائے اسلام، اسلامی شریعت وتعلیمات سے تمسک کرتے ہوئے اپنے کمال وارتقاء میں عالم بشریت میں سب سے آگے ہوسکتی ہے۔ آج دنیا، امت مسلمہ کے اٹھتے ہوئے قدموں کو دیکھ رہی ہے، انسان نے اپنی علمی پیش رفت کی وجہ سے اخلاق، روحانیت اور روح دین کو فراموش کردیا ہے۔ بشریت کی علم ودانش میں ترقی اور کائنات کے حقائق پر انسان کی نگاہ نو امت مسلمہ کی حرکت کے لئے بہترین زمین فراہم کرسکتی ہے، اسلامی تعلیمات ومعارف آج امت مسلمہ کے اختیار میں ہیں، اسی طرح سیرت نبوی، کلام نبوی اور سب سے بڑھ کر قرآن کریم دنیائے اسلام کے پاس موجود ہے اور دنیائے اسلام آگے بڑھ سکتی ہے۔

میں یہاں عالمی حالات کے تناظر میں دو تین بنیادی نکات کو آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔

۱۔ پہلی حقیقت: دنیائے اسلام کی بیداری

پہلا نکتہ دنیائے اسلام کی بیداری ہے۔ آج سے سو سال قبل دنیائے اسلام کے مصلح افراد دنیائے اسلام کے مغرب ومشرق کے مختلف ممالک میں غریبانہ ماحول وفضا میں جو باتیں کرتے تھے، وہ آج لوگوں کی زبانوں پر شعار کی صورت میں موجود ہیں یعنی ''اسلام کی طرف بازگشت، احیاء قرآن، امت واحدہ کا تصور اور دنیائے اسلام کی عزت وقدرت''۔ یعنی وہ تمام چیزیں جنہیں مسلمان معاشروں کے مصلح افراد اپنے اپنے محدود پیمانوں پر خاص خاص افراد کے درمیان ایک دور ودراز ہدف کے عنوان سے بیان کرتے تھے، آج وہی اہداف زبان زدِ خاص وعام ہیں اور مسلمانوں کے درمیان زندہ شعاروں کی حیثیت سے موجیں مار رہے ہیں۔ آپ ایک ایک اسلامی ملک پر نگاہ کیجئے خصوصا نوجوانوں، تعلیم یافتہ افراد اور روشن فکروں کے درمیان یہ شعار زندہ ہیں اور یہ بات اس کی نشاندہی کرتی ہے کہ اسلامی تشخص ابھی تک دلوں میں زندہ ہے۔ البتہ اسلامی جمہوری ایران میں اسلام کی کامیابی اور بالادستی اس سلسلے میں ایک بہت بڑی مثال ہے۔ ایرانی عوام نے اپنی ایثار وفداکاری، استقامت اور عزت اسلامی کے پرچم کو اپنے ہاتھوں میں لینے کے ذریعے سے تمام مسلمان اقوام میں ایک نئی روح پھونک دی ہے اور انھیں ان کے مستقبل سے امیدوار بنادیا ہے۔ آپ اس امید کے نتائج کو دنیائے اسلام کے گوشے گوشے میں ملاحظہ کرسکتے ہیں اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔

۲۔ دوسری حقیقت: اسلام کے خلاف عالمی استکبار کی کھلم کھلا دشمنی

ایک اور ناقابل انکار حقیقت یہ ہے کہ دنیائے اسلام سے عالمی استکبار کی دشمنی پہلے سے زیادہ سنجیدہ تیز اور تمام

جہات پر حاوی ہوگئی ہے، ثقافتی لحاظ سے سیاسی پروپیگنڈے کی جہت سے، سیاسی اقدامات کی نظر سے اور اقتصادی ومعاشی طور پر بھی، لہٰذا امت مسلمہ کی بیداری عالمی استکبار کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ بن گئی ہے۔ استکباری طاقتیں یعنی جنھوں نے دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کو اپنے اقتدار کے پنجوں میں دبو چا ہوا ہے، بین الاقوامی صہیونی نیٹ ورک، امریکہ کی دھونس ودھمکی کی سیاست اوران کے مالی ادارے اور کمپنیاں کہ جو عالمی سطح پر تسلط جمانے والے اس نیٹ ورک کے حامی وطرفدار ہیں، دنیائے اسلام میں روز بروز بڑھنے والی بیداری سے خوف زدہ ہیں اور اپنے خوف وخطر کا اپنی زبان سے بھی اعتراف کرتے ہیں۔

آج مختلف محاذوں سے اسلام پر جو حملے کئے جارہے ہیں، وہ ایک باقاعدہ حساب وکتاب کے تحت ہیں اور پہلے سے تیارشدہ ایک منظم منصوبہ بندی کا حصہ ہیں۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہے کہ ''امریکی وزیر خارجہ رائس''، اسلام کے خلاف جو بات کرتی ہیں، اسی بات کو ''عیسائیت کا سب سے بڑا پادری'' (پاپائے اعظم/پوپ) اپنی زبان سے دہراتا ہے! ہم یہاں شخصیات کو زیر بحث لانا نہیں چاہتے بلکہ ان مسائل پر تجزیہ وتحلیل پیش کررہے ہیں، یہ چیزیں ہرگز تصادفی نہیں ہوسکتیں۔ مطبوعات میں پیغمبرؐ اسلام کی شان میں جسارت واہانت، دین ومذہب کے عنوان سے اسلام پر تہمتوں کا لگانا، مسلمان اقوام پر الزام تراشیاں اور دوسری طرف سے صلیبی جنگوں کا دم بھرنے والے سیاسی افراد کا علی الاعلان مسلمان اقوام کے خلاف زہر اگلنا اور اپنی دشمنی کا اظہار کرنا، ان سب میں کوئی ایک بھی تصادفی اور اتفاقی نہیں ہے۔ آج دشمن ایک متحدہ محاذ بناکر امت مسلمہ کے مقابلے پر مسلسل اپنی دشمنی کے نشتر چلا رہا ہے اور ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد اس دشمنی اور حملوں میں بہت تیزی آگئی ہے۔

۳۔ تیسری حقیقت: استکبار مغلوب اور بیدار مسلمان غالب

یہ تیسری حقیقت بھی بہت اہم اور قابل توجہ ہے اور یہ کہ اس دوبدو جنگ میں ظاہری اور مادی حقائق کے برخلاف قدرت منداور غالب قوتیں جو فوجی اور اقتصادی طاقت سے مالامال ہیں، امت مسلمہ، مسلمان اقوام اور عالم اسلام کی بیداری وتحرک کے سامنے مغلوب ہوگئی ہیں۔ یہ بات بہت قابل توجہ ہے کہ مشرق وسطی خصوصاً مسئلہ فلسطین اور اس خطے کے دیگر مسائل مثلاً عراق ولبنان کے مسائل میں امریکہ کی استکباری قوت اپنے تمام تر مادی وسائل کے ساتھ میدان میں آئے اور شکست کھاجائے، یہ ایک زندہ حقیقت ہے۔

یہ کون باور کرسکتا تھا؟

فلسطین میں بھی استکباری طاقتوں نے منہ کی کھائی ہے، کون یہ بات باور کرسکتا تھا کہ ایک ''جہادی تنظیم'' جو صہیونی حکومت سے برسرپیکار ہے اوراس کی مخالفت ودشمنی کا نعرہ لگاتی ہے، فلسطین میں برسراقتدار آجائے گی؟! یہ کون یقین کرسکتا تھا کہ دنیا میں ایک ''بڑی فوجی طاقت'' کا لبنان پر کیا جانے والا حملہ ''ایک چھوٹے سے باایمان گروہ''

کے ہاتھوں صرف ''۳۳'' ایام میں شدید ترین ذلت آمیز شکست سے دو چار ہوگا؟! کون اس بات پر یقین کرسکتا تھا کہ امریکہ عراق میں اپنی تمام تر محنت وجدوجہد اور وہاں موجود اپنی بڑی فوجی طاقت کے باوجود وہاں اپنے مقاصد کو حاصل نہیں کر سکے گا؟ یہ بات کس کے وہم وگمان میں تھی کہ امریکہ مشرق وسطیٰ کی عرب دنیا پر قبضے اور اس خطے کی حکومتوں اور قوموں کے مقابلے کے لئے عراق پر قبضہ نہ جما سکے گا؟ لیکن یہ سب ہوکر رہا۔ اس جنگ میں شکست خوردہ وہ ہے جو حسب ظاہر اپنی فوجی طاقت، ظاہری اقتدار، ڈالر اور مضبوط اقتصاد وسیاست کی طاقت سے مالا مال ہے اور یہ بذات خود ایک حقیقت ہے۔

اسلامی تشخص پر استکباری حملوں میں ''اسلامی تشخص'' ہی غالب ہے۔ ان تمام حقائق کو مدنظر رکھنا چاہئے، یہ جو کہتے ہیں کہ حقائق کو سمجھئے اور واقعیت کو دیکھئے تو حقیقت وواقعیت یہی ہے، یعنی وہ حقائق وواقعیت جسے اپنی تحلیلوں میں دیکھنا اور فیصلوں کے وقت جن پر توجہ کرنی چاہئے۔ یہ ناقابل انکار حقیقتیں ہیں جنہیں ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کررہے ہیں۔ دنیائے اسلام اگر چاہتی ہے کہ اپنی کامیابی کے لئے ایک جاندار تحریک چلائے تو اسے بہت سی چیزوں کو لازمی طور پر قبول کرنا ہوگا کہ جس میں پہلا لازمی عنصر ''اتحاد بین المسلمین اور یکجہتی'' ہے۔

مسلمانوں کو آپس میں لڑانا ایک استکباری سازش ہے

''بھائیوں کو باہم دست وگریباں کرنا''، استکبار کی پہلی سازش ہے جو وہ قدیم زمانے سے استعمال کرتا رہا ہے۔ ''اسی طرح تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو'' بھی اس کی ایک قدیم سیاست ہے۔ ہم سب نے کہا ہے اور ہم سب جانتے ہیں لیکن پھر بھی افسوس ہے کہ ایسے مواقع آتے ہیں کہ دشمن ہم پر اسی سازش سے حملہ کرتا ہے اور وہ بھی صرف خواہشات نفسانی کی پیروی، غلط تجزیہ اور تحلیلوں، تنگ نظری، انفرادی منافع کو اجتماعی منافع پر ترجیح دینے یا چھوٹی مدت کے فائدوں کی خاطر بڑی مدت کے منافع کو قربان کرنے سے! آج آپ ایک نگاہ ڈالیئے کہ استکبار کی ایک سیاست خود فلسطینیوں کو فلسطینیوں سے لڑانا، ان کے درمیان داخلی جنگ کو ایجاد کرنا اور ان میں پھوٹ ڈالنا شیعہ مسلمانوں کو سنی مسلمانوں سے لڑانا اور عربی وعجمی کو ایک دوسرے کے مدمقابل لانا ہے، لہٰذا پہلے مرحلے پر اس کا علاج کرنا چاہئے۔ ہم اپنی جگہ اتحاد بین المسلمین کو امت مسلمہ کی ایک بنیادی ضرورت سمجھتے ہیں اور ہم نے اس سال کو ''قومی یکجہتی اور اتحاد بین المسلمین'' کا سال قرار دیا ہے اتحاد بین المسلمین تمام اسلامی دنیا کے لئے اشد ضروری ہے اور سب کو اتحاد سے کام لینا اور ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے، حکومتیں بھی اور عوام بھی۔

اسلامی حکومتیں اس وسیع پیمانے پر اتحاد بین المسلمین کے لئے مسلمان اقوام کی استعداد وصلاحیت سے بہترین فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔

اتحاد بین المسلمین کی راہ کے موانع

بہت سی چیزیں اس اتحاد میں مانع اور رکاوٹ ہیں،

ان میں سرفہرست کج فہمی اور حقائق سے بے اطلاع ہونا ہے۔ ہم ایک دوسرے کے حال واحوال سے بے خبر ہیں، ایک دوسرے کی نسبت توہمات کا شکار ہیں اور ایک دوسرے کے افکار وعقائد کے بارے میں غلط چیزوں کو سمجھ بیٹھے ہیں۔ شیعہ سنی کے بارے میں اور سنی شیعہ کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں، اسی طرح ایک مسلمان قوم دوسری قوم کے بارے میں اور ایک ہمسایہ دوسرے ہمسائے کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہے اور دشمن اسی غلط فہمی کو مسلسل پھیلا رہا ہے۔ بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے افراد اسی غلط فہمی، غلط تجزیہ وتحلیل اور دشمن کے پورے منصوبے کو مدنظر نہ رکھنے کی وجہ سے اس کے اس کھیل کا حصہ بن جاتے ہیں اور دشمن ایسے ہی افراد سے اچھی طرح فائدہ اٹھاتا ہے۔ کبھی ایک چھوٹا سا محرک سبب بنتا ہے کہ انسان کوئی بات کہے، موقف اختیار کرے یا کوئی ایسا کام انجام دے کہ دشمن اپنے منصوبے میں اس بات سے استفادہ کرتا ہے، اور بھائیوں میں فاصلہ زیادہ کر دیتا ہے۔

اتحاد بین المسلمین کے لئے ایک عالمی منشور کی ضرورت!

اس مشکل کا ضروری اور اصلی وحقیقی علاج ''اتحاد بین المسلمین ہے''۔ علماء اور اسلامی روشن فکروں کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہئے تاکہ وہ ''اتحاد بین المسلمین'' کا ایک ''منشور'' (Charter) وضع کر سکیں تاکہ کج فہم، متعصب اور اِدھر اُدھر سے وابستہ کوئی شخص یا کوئی اسلامی فرقہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد یا فرقے کے لئے آزادانہ طور پر اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ نہ دے سکے اور ان کے بارے میں تکفیر کا فتویٰ صادر نہ کرے۔

اتحاد بین المسلمین کے ''منشور'' کا وضع کیا جانا اُن امور سے تعلق رکھتا ہے کہ تاریخ آج علماء اور اسلامی روشن فکروں سے جس کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اگر آپ نے یہ کام انجام نہیں دیا تو آنے والی نسلیں آپ کا ضرور مواخذہ کریں گی۔ آپ دشمن کی دشمنی کو اچھی طرح دیکھ رہے ہیں! آپ اسلامی تشخص کو نابود کرنے اور امت مسلمہ میں تفرقہ ڈالنے کے لئے دشمن کی چالوں کو دیکھ رہے ہیں، آیئے مل کر بیٹھئے، اس کا علاج کیجئے اور اصول کو فروع پر ترجیح دیجئے۔ علماء اور اسلامی روشن فکروں کی ذمہ داری فروعات میں ممکن ہے کہ ایک ہی مذہب کے افراد ایک نظر کے قائل نہ ہوں تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود بہت سے ''مشترکات'' وجود رکھتے ہیں لہٰذا انھیں چاہئے کہ انہی ''مشترکات'' کو اپنے ''اتحاد کا مرکز'' قرار دیں۔ علمائے اسلام کو چاہئے کہ وہ دشمن کی چالوں سے ہوشیار رہیں۔ ہر مذہب کے خاص خاص افراد بیٹھیں اور علمی ماحول میں مذہبی بحثیں کریں لیکن عوام کو ان علمی بحثوں میں شامل نہ کریں، دلوں کو ایک دوسرے کی نسبت کدورت والا نہ بنائیں اور مختلف اسلامی فرقوں، مسلمان اقوام اور ایک ہی قوم کے اسلامی گروہوں اور جماعتوں کو ایک دوسرے کا دشمن نہ بنائیں۔

استکبار، اسلام کا دشمن ہے!

جو چیز استکبار کے لئے اہمیت کا سبب ہے وہ ''اسلام'' ہے۔ دشمن چاہتا ہے کہ اسلام کو نابود کردے اور ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہئے۔ وہ لوگ ''شیعہ وسنی'' میں کسی قسم کا فرق نہیں رکھتے، ہر وہ قوم ہر وہ گروہ وجماعت اور ہر وہ فرد جو اسلام سے زیادہ متمسک ہے، دشمن اسی سے زیادہ خطرے کا احساس کرتا ہے اور صحیح ڈرتا ہے۔ حقیقت تو یہی ہے کہ اسلام، استکبار کے تسلط وبرتری جوئی کے اہداف ومقاصد کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔ اسلام غیر مسلم اقوام کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے جب کہ دشمن اس کے برعکس پروپیگنڈا کررہا ہے۔

اسلام کے خلاف دشمن کا پروپیگنڈا

دشمن ہنر، پروپیگنڈے، سیاست، میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مسلسل پروپیگنڈا کررہا ہے کہ اسلام دوسری (غیر مسلم) اقوام کا دشمن ہے! اور وہ دوسرے ادیان ومذاہب کو نابود کرنا چاہتا ہے! جب کہ ایسا بالکل نہیں ہے۔ اسلام وہی دین ہے کہ جب وہ غیر مسلمان علاقوں پر حاکم ہوا تو اس مذہب کے پیروکاروں نے اسلام کی رحمت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ ہم پر ہمارے گزشتہ حکام سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔ ''مشامات'' کے اسی خطے میں جب اسلامی فاتحوں نے قدم رکھا تو اس علاقے کے یہودیوں عیسائیوں نے کہا کہ آپ مسلمان ہم پر بہت مہربان ہیں۔ اسلام رحمت ورافت کا مذہب ہے اور تمام عالمین کے لئے رحمت وبرکت ہے۔ اسلام عیسائیت سے کہتا ہے کہ: ''تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ۔'' یعنی اپنے اور ان کے درمیان مشترکات کو قرار دیتا ہے۔ اسلام دوسری غیر مسلم اقوام وادیان کا مخالف نہیں بلکہ ظلم وستم، استکبار اور اس کے تسلط وقبضے کا مخالف ہے جب کہ ظالم واستکباری طاقتیں اس حقیقت کو الٹا بنا کر دنیا کے سامنے پیش کررہی ہیں۔ ''ہالی ووڈ کی فلمی دنیا'' سے لے کر میڈیا اور پروپیگنڈے سمیت اسلحے اور فوجی طاقت کے تمام امکانات ووسائل سے دشمن استفادہ کرتے ہوئے اس حقیقت کے برعکس پروپیگنڈا کررہا ہے۔ استکبار کی نظروں میں شیعہ سنی سب برابر ہیں! اسلام اور اسلامی بیداری خطرہ ہے لیکن عالم استکبار کے لئے اور وہ اس خطرے کو جہاں بھی محسوس کرتے ہیں اُسے اپنا ہدف بناتے ہیں خواہ وہ خطرہ شیعہ سے ہو یا سنی سے۔ استکبار فلسطین میں ''حماس'' کو اسی نگاہ وزاویے سے دیکھتا ہے کہ جیسے وہ لبنان میں ''حزب اللہ'' کو دیکھتا اور اس کے خلاف عمل کرتا ہے، وہ سنی ہے اور یہ شیعہ ہے (لیکن دونوں دشمن کے نشانے پر ہیں)۔ دیندار اور اسلام پر کاربند مسلمان دنیا کے جس حصے میں بھی ہوں، استکبار کی نظروں میں برابر ہیں، خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ! آیا ہمارا ایک دوسرے کو گروہی اور فرقہ وارانہ نگاہوں سے دیکھنا ایک عاقلانہ فعل ہے؟ کیا ہم باہم دست وگریباں ہوجائیں؟! ایک دوسرے سے گلامند ہوں، شکایت کریں اور اپنے اس مشترکہ دشمن کو بھول جائیں کہ جو ہمیں ختم کرنا چاہتا ہے؟ کیا اس طرح اپنی توانائیوں کو ضائع کرنا صحیح ہے؟

(بقیہ صفحہ------۵۰ پر)

افغانستان نے؟

لیبیا نے؟

انڈونیشیا نے؟

ملایا نے؟

شام نے؟

مشرق اردن نے؟ یقینا جواب ہوگا کسی نے بھی نہیں لیکن ان سنی ممالک کے مقابلے میں اگر ایران کا نام لیا جائے جو ایک شیعہ ملک ہے، کیا پھر بھی تم انکار کر سکو گے؟ کیا ایران قیام پاکستان سے اس وقت تک مسلسل اور غیر منقطع طور پر ہر معاملے میں تمہارا ساتھ نہیں دیتا رہا ہے؟ کیا ایک سے زائد بار اس کے شہنشاہ نے خود افغانستان جا کر اور افغانستان کے وزیر خارجہ کو تہران بلا کر دوسنی ملکوں پاکستان اور افغانستان کے مابین تعلقات کی بحالی کی دل وجان سے کوشش نہیں کی؟

شیعو اور سنیو! تم ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہو۔ایک دوسرے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ ایک دوسرے کے ساتھ رہنے پر مجبور ہو۔ ہرگز اور کبھی ایک دوسرے کو فنا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا بھائی بن کر رہو۔ بھائی بن کر لڑو اور بھائی بن کر لڑنے کے بعد گلے لگ جاؤ۔ جو زخمی ہوں خواہ وہ شیعہ ہوں، یا سنی بہر حال وہ مسلمان تھے لہٰذا ان کی ہلاکت تم اپنے بھائی کی ہلاکت سمجھو اور اس داغ کو اپنے آنسوؤں سے دھوڈالو۔



بقیہ......اتحاد بین المسلمین کا عالمی منشور......................

خدائی وعدوں پر سچے یقین کے ساتھ وارد میدان ہوں

دنیائے اسلام کو چاہئے کہ وہ اپنی کھوئی ہوئی عزت وسر بلندی، استقلال وخود مختاری اور علمی پیش رفت کے حصول اور معنوی قدرت کو پانے کے لئے کوشش کرے یعنی دین سے تمسک کرے، خدا پر توکل اور نصرت الٰہی پر یقین کے لئے کوشش کرے۔ ''عِدَاتُکَ لِعِبَادِکَ مُنْجِزَۃٌ''، یہ خدا کا وعدہ اپنے بندوں کے لئے حتمی اور یقینی ہے اور پورا ہوکر رہے گا۔ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے کہ ''وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ'' جو بھی خدا کی مدد کرے گا تو خداوند عالم اس کی حتمی اور یقینی مدد کرے گا لہٰذا دنیائے اسلام کو چاہئے کہ اس وعدے پر یقین کامل رکھتے ہوئے وارد میدان ہو۔ یہ عمل صرف اسلحے کو ہاتھ میں اٹھانا نہیں ہے بلکہ فکری، عقلی، اور عملی ہے اور یہ ایک اجتماعی اور سیاسی عمل ہے کہ سب خدا اور اتحاد بین المسلمین کے لئے قدم اٹھائیں۔ اس عمل سے مسلمان اقوام بھی مستفید ہوں اور اسلامی حکومتیں بھی۔ اگر اسلامی حکومتیں، امت مسلمہ کے بحر بیکراں میں شامل ہوجائیں تو ان کی قدرت وطاقت میں اضافہ ہوجائے گا نہ کہ امریکی سفیر یا فلاں امریکی سیاستداں پر تکیہ کرنے سے، یہ تمام چیزیں انھیں قدرت نہیں دے سکتیں۔لیکن اگر یہی اسلامی حکومتیں، امت مسلمہ کے ساتھ مل جائیں اور ایک دوسرے کے نزدیک وقریب آجائیں تو ایسے موقع پر وہ استکبار کے لئے یہ موقع نہیں آنے دیں گی کہ وہ ایک اسلامی حکومت کو اپنا ہدف بناتے ہوئے اسے نابود کر کے ایک دوسری اسلامی حکومت کی تلاش میں نکل پڑے! اس مسئلے کی طرف سب کو توجہ کرنی چاہئے اور اسلامی حکومتوں کو متحد ہونا چاہئے اور وہ یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ وہ متحد ہو سکتی ہیں۔

